REGD. No. L. 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

یوم یکشنبہ

جلد ۲	۵ فتح ۱۳۲۷ ہش	۳ صفر ۱۳۶۸ھ	۵ دسمبر ۱۹۴۸ء	نمبر ۲۷۵

اخبار احمدیہ

لاہور ۴ ماہ فتح ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت تا حال کھانسی اور ضعف کی وجہ سے ناساز ہے احباب حضور کی صحت کے لئے دعا جاری رکھیں۔

حضرت اُم المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً اچھی ہے الحمدللہ

بین المملکتی کانفرنس کا پاکستانی وفد دہلی روانہ ہوگیا

کانفرنس میں کشمیر کے مسئلہ پر غور نہیں کیا جائے گا (لیڈر وفد)

کراچی ۴ دسمبر آج دو بجے بعد دوپہر بین المملکتی کانفرنس میں شریک ہونے کے لئے پاکستان کا وفد دہلی روانہ ہو گیا۔ وفد کے راہنما مسٹر غلام محمد وزیر خزانہ ہیں۔ ـــــــ خواجہ شہاب الدین وزیر مہاجرین بھی کل لاہور سے دہلی پہنچکر وفد میں شامل ہو جائیں گے۔

وفد کے رہنما مسٹر غلام محمد نے بتایا کانفرنس میں اس الزام پر غور کیا جائے گا۔ کہ مشرقی بنگال سے غیر مسلم جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ پاکستان یہ معاملہ بھی پیش کریگا۔ کہ ہندوستان کے مختلف علاقوں سے مسلمان برابر پاکستان آ رہے ہیں۔ کانفرنس میں کلکتہ اور کراچی کے معاہدوں کی تعمیل کے مسئلہ کے علاوہ ڈاک تار اور ریلوں کی آمد و رفت اور اس سے متعلقہ مسائل پر بھی غور کیا جائیگا ہندوستان کی طرف پاکستان کا جو پانچ کروڑ روپیہ بقایا ہے۔ اس کی ادائیگی کا معاملہ بھی پیش ہوگا ایک سوال کے جواب میں آپ نے کہا کانفرنس کشمیر کے مسئلہ پر غور نہیں کرے گی۔

آخر میں آپ نے کہا ہم اس مقصد کو لیکر دہلی جا رہے ہیں کہ تمام متنازعہ مسائل کا سمجھوتہ ہو جائے تاکہ دونوں ملکوں کے عوام کے قلوب میں جو خوف اور غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ وہ دُور ہو سکیں آپ نے کہا موجودہ تعلقات کی خرابی کی ذمہ داری اخبارات پر ہے اگر اخبارات خبروں کو مسخ کرنا اور ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنا چھوڑ دیں۔ اور اپنے تبصروں میں احتیاط سے کام لیں تو دونوں مملکتوں کے تعلقات کافی سدھر سکتے ہیں۔

پاکستان کے بمبار طیارے کی نمائشی پرواز

کراچی ۴ دسمبر خواجہ ناظم الدین گورنر جنرل اور مسٹر لیاقت علیخان وزیر اعظم نے ہوائی مستقر میں پاکستان کے بمبار طیارے کی نمائشی پرواز کا معائنہ کیا طیارہ ۱۲ منٹ تک بڑی تیز رفتاری سے ہوائی کرتب دکھاتا رہا۔

مغربی پنجاب اور پاکستان کی مشترکہ مہاجرین کونسل کا اجلاس

چودھری غلام عباس خاص دعوت پر شریک ہوئے

لاہور ۴ دسمبر آج تین گھنٹے تک مغربی پنجاب اور پاکستان گورنمنٹ کی مشترکہ مہاجرین کونسل کا اجلاس ہوتا رہا۔ اجلاس میں خواجہ شہاب الدین وزیر مہاجرین بھی شامل ہوئے۔ ان کے علاوہ چودھری غلام عباس اور پاکستان میں ریڈ کراس کے افسر اعلیٰ خاص دعوت پر شریک ہوئے۔

کونسل نے فیصلہ کیا۔ کہ کیمبلپور۔ الور اور بیکانیر کے پناہ گزینوں کو بھی گذارے کے بھتے دئے جائیں۔ نیز فیصلہ کیا گیا نقل کے علاقہ کے ان آباد کاروں کو مالکانہ حقوق نہ دئے جائیں۔ جنہیں ہندوستان میں یہ حقوق حاصل نہ تھے۔ کپاس کے ان کارخانوں کو حکومت کے انتظام میں چلانے کا فیصلہ ہوا جو خراب ہو چکے ہیں۔ اور ابھی تک بند پڑے ہیں۔ کونسل نے کشمیری مہاجرین کے مسئلہ پر بھی غور کیا۔ اس سلسلے میں چودھری غلام عباس نے آزاد کشمیر گورنمنٹ کا نقطہ نظر پیش کیا۔

کشمیر کے تین لاکھ پناہ گزین پاکستان آچکے ہیں

لاہور ۴ دسمبر خواجہ شہاب الدین وزیر مہاجرین نے ایک بیان میں بتایا کہ اس وقت تک کشمیر کے ہندوستانی مقبوضہ علاقوں سے قریباً تین لاکھ پناہ گزین پاکستان آ چکے ہیں۔ اور ابھی ہر روز ہزاروں کی تعداد میں وہ آ رہے ہیں۔ اُن کے لئے راولپنڈی۔ کیمبلپور۔ جہلم۔ گجرات اور سیالکوٹ کے اضلاع میں کیمپ کھول دئے گئے ہیں۔ کوشش کیجائیگی کہ ان میں سے اکثر کو آزاد کشمیر کے علاقہ میں آباد کیا جائے۔

ایک سوال کے جواب میں آپ نے بتایا کہ سندھ میں جو مہاجرین بھیجے گئے تھے ان کی آبادکاری کا کام تسلی بخش طریق سے سرانجام ہو رہا ہے۔ امید ہے کہ بہت جلد وہ سب کے سب آباد ہو جائینگے۔

شام کے طول و عرض میں مارشل لاء

دمشق ۴ دسمبر۔ شام کے طول و عرض میں عوام کی طرف سے زبردست مظاہرے کئے جا رہے ہیں تاکہ حکومت فوراً فلسطین کیخلاف دوبارہ جنگ شروع کر دے حالات اس حد تک خطرناک ہو گئے ہیں کہ حکومت نے ملک بھر میں مارشل لاء نافذ کر دیا ہے۔

حیدرآباد میں ایک متوازی سٹیٹ کانگرس قائم ہوگئی

حیدرآباد ۴ دسمبر حیدرآباد سٹیٹ کانگرس میں اختلافات اتنے بڑھ گئے ہیں کہ ایک سو ممبروں نے الگ ہو کر ایک متوازی سٹیٹ کانگرس قائم کر لی ہے ان ممبروں کے ایک نمائندے نے کہا سوامی رامانند تیرتھ کی سٹیٹ کانگرس ہرگز نمائندہ جماعت نہیں رہی وہ عوام کا اعتماد کھو چکی ہے۔

قائمقام ثالث کا عزم قاہرہ

پیرس ۴ دسمبر۔ اتحادی اقوام کے قائمقام ثالث ڈاکٹر بنچ پیرس سے قاہرہ روانہ ہو گئے وہاں آپ عرب لیگ کے لیڈروں سے ملینگے اس کے بعد آپ عمان۔ حیفا اور تل ابیب بھی جائینگے اور یہودی زعماء سے ملاقات کریں گے۔

پاکستان سے بھیجے ہوئے منی آرڈروں اور بیموں کے مطالبات

جودھپور۔ دہلی اور کلکتہ میں درج کرائیے!

لاہور ۴ دسمبر۔ پاکستانی علاقوں سے ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے پہلے جو منی آرڈر رجسٹرڈ یا بیمہ شدہ اشیاء بھیجی گئی تھیں۔ اور وہ ابھی تک مکتوب الیہ تک نہیں پہنچے اور نہ بھیجنے والوں ہی کو واپس ملے ہیں۔ اُن کے متعلق مطالبات ـــــــ مندرجہ ذیل ڈاکخانوں میں درج کرائے جا سکتے ہیں۔

مغربی پاکستان سے بھیجے جانے والوں کے لئے پوسٹ ماسٹر دہلی کو سندھ اور بلوچستان سے بھیجے جانے والوں کے لئے جودھپور کے پوسٹ ماسٹر کو۔ اور مشرقی پاکستان سے بھیجی جانے والی ایسی ڈاک کے لئے مطالبات سپرنٹنڈنٹ غیر ملکی ڈاک کلکتہ کو مطالبات بھیجے جا سکتے ہیں۔

یہ واضح رہے کہ محض مطالبات درج کرا دینا ان اشیاء کے معاوضہ کی ادائیگی کی گارنٹی نہ ہوگا۔ (نامہ نگار خصوصی)

ـــ نراد کھل ۴ دسمبر۔ موسم کی خرابی کیوجہ سے تمام محاذوں پر کوئی خاص کارروائی نہیں ہوئی صرف گشتی سرگرمیاں جاری رہیں

سی پی میں سنسکرت کی تعلیم لازمی قرار دیدی گئی

ناگپور ۴ دسمبر۔ سی پی اور برار کے ہائی اسکول تعلیمی بورڈ نے صوبے کے ہائی سکولوں میں سنسکرت کو لازمی مضمون اور انگریزی کو اختیاری مضمون قرار دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

بورڈ نے یہ بھی تجویز پیش کی ہے کہ ہائی اسکولوں میں تعلیم صوبائی زبانوں یعنی مرہٹی اور ہندی میں دی جایا کرے۔ (اسٹار)

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی اے۔ ایل ایل بی

پرنٹر و پبلشر عبد الحمید بی اے۔ ایل ایل بی نے گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور سے چھپوا کر ۳ میکلیگن روڈ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل

۵ دسمبر ۱۹۴۸ء

نسلی تفاخر

کوئی زمانہ تھا کہ تمام یورپ ایک وحشیوں کا ملک تھا۔ یونان اور روم کو چھوڑ کر تمام شمالی اور مغربی یورپ انسانیت کے پست ترین حالات میں زندگی بسر کر رہا تھا۔ مسیحیت اختیار کرنے کے باوجود ان علاقوں کے باشندے معمولی انسانی اخلاق سے مبرّا تھے۔ ان کی معاشرتی زندگی نہائت گندی تھی۔ یہاں تک کہ ان کو اپنے تن بدن کا بھی ہوش نہ تھا۔ جسمانی صفائی ناپید تھی۔ اکثر لوگ نہانے کا نام نہیں جانتے تھے۔ خود پادری اور امرا بھی سال بھر میں شاذ ہی کبھی ایک بار غسل کرتے ہوں۔ صلیبی جنگوں کے زمانے تک یورپ کے رہنے والوں کی اکثریت جہالت کے اتھاہ سمندر میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ان کی نہ کوئی تہذیب تھی۔ اور نہ کوئی تمدن وہ فی الواقعہ بھیڑوں کے گلے تھے جنہیں پادری جس طرف چاہتے تھے ہانک دیتے تھے۔

ہسپانیہ میں اسلامی تہذیب کا جب سورج چمکا۔ تو انسانیت کی پہلی شعاعیں دنیا کے اس تاریک ترین خطہ پر پڑیں۔ پھر صلیبی جنگوں کی وجہ سے رومیوں اور مسلمانوں کے ساتھ اختلاط بڑھا تو جہالت کی تاریکیاں اور بھی کم ہوتی چلی گئیں۔ اور ترقی کرتے کرتے آج یہ نوبت پہونچی ہے۔ کہ یہ لوگ اب اپنے آپکو دنیا کی تمام اقوام سے مہذب ترین اقوام سمجھتے ہیں۔ اور باقی تمام دنیا کے رہنے والوں کو وحشی خیال کرتے ہیں۔ اور اپنی نسل اور اپنے وطن پر اتنے مغرور ہو گئے ہیں۔ کہ ایشیائی لوگوں کو بھی جنہوں نے ان کو اول اول تہذیب و تمدن سے آشنا کیا تھا۔ جنہوں نے ان کو جہالت کے گڑھے سے نکالا تھا۔ اب یہ لوگ ان کو نیم وحشی بتاتے ہیں۔ اور ان سے میل جول رکھنا بھی گوارا نہیں کرتے۔

چنانچہ جنوبی افریقہ اور آسٹریلیا کے سفید فام باشندے کھلم کھلا ایشیائیوں کے خلاف اپنی اس امتیازی ذہنیت کا اظہار کر رہے ہیں آسٹریلیا اتنا وسیع ملک ہے۔ کہ اسکو دنیا کا چھٹا براعظم سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اس میں آبادی بہت کم ہے۔ یورپین سفید فام لوگ جو زبردستی یہاں اصل باشندوں کو تقریباً معدوم کر کے آباد ہو گئے ہیں۔ اب اپنے آپ کو اس براعظم کا بلا شرکت غیرے مالک تصور کرتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ ایشیائی ممالک کی بڑھتی ہوئی آبادی میں سے کچھ یہاں آباد ہو جائے۔ وہ اسکو یورپ کی سفید فام نسلوں کے لئے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ اور دن رات کوشش کر رہے ہیں۔ کہ جتنی جلد ممکن ہو سکے برطانوی جزائر سے لوگ منتقل ہو کر یہاں آباد ہو جائیں۔ تاکہ یہ ایشیائی اقوام کی یورش سے بچ جائے۔

یہ وسیع قطعہ ارضی ایشیائی ممالک سے گھرا ہوا ہے۔ اس لئے ان یورپینوں کو خطرہ ہے۔ کہ ایشیائی اقوام جو مغرب کی غلامی کا جوا اپنے کندھوں سے اتار رہی ہیں طاقت حاصل کر کے آسٹریلیا کی طرف رخ کریں گی۔ اور اس طرح مٹھی بھر یورپین جو اب اس براعظم کے سیاہ و سفید کے مالک بنے ہوئے ہیں اپنا تفوق کھو بیٹھیں گے اور ایشیائی اقوام میں جذب ہو جائیں گے۔

تقریباً یہی حال جنوبی افریقہ کے یورپین اقوام کا ہے۔ بلکہ جس بات کا آسٹریلیا کو خوف ہے وہ یہاں واقعی موجود ہو چکی ہے۔ یہاں غیر یورپینوں کی اکثریت پہلے ہی موجود ہے۔ اور اقلیت محض فائق مادی طاقت کے بل پر سراسر جمہوریت کے اصولوں کے خلاف اکثریت پر حکومت کر رہی ہے۔ یورپین کھلم کھلا اعلان کر رہے ہیں کہ وہ اپنی فوقیت بہرصورت قائم رکھیں گے حیرت یہ ہے۔ کہ وہ اسکو اپنا جائز حق سمجھتے ہیں۔ اور اقوام متحدہ کی انجمن میں اس حق کی بنا پر مصروف پیکار ہیں۔ وہ اصلی باشندوں اور دوسری ایشیائی اقوام کے ساتھ اپنے حقارت کے سلوک کو جائز قرار دینے کے لئے یہ دلیل بھی پیش کرتے ہیں کہ اگر اصل باشندوں اور ایشیائیوں کو پھولنے پھلنے دیا گیا۔ تو یہاں سفید نسل کے لوگوں کی فوقیت خطرہ میں پڑ جائے گی۔ اور مغربی تہذیب ختم ہو جائے گی۔

حقیقت یہ ہے کہ یورپین اقوام باوجود اس کے کہ وہ اپنے تئیں تمام دنیا کی اقوام سے مہذب ترین اقوام سمجھتی ہیں۔ ابھی تک انسانی تہذیب کے صحیح تصور سے محروم ہیں۔ اور انسانی حقوق کے اصول مساوات کی الف۔ بے۔ تے سے بھی ابھی آشنا نہیں ہوئیں۔ بے شک انہوں نے دنیاوی علوم میں بہت ترقی کر لی۔ بے شک انہوں نے قدرت کے بہت سے اسرار دریافت کر لئے ہیں۔ لیکن حقیقی تہذیب کے میدان میں انہوں نے ایک انچ بھی ترقی نہیں کی۔ بلکہ جتنا جتنا وہ سائنس اور فلسفہ میں ترقی کرتے جاتے ہیں۔ اتنا ہی انسانیت سے مبرّا ہوتے جا رہے ہیں۔

اس کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے انسانی زندگی کا دائرہ ظاہری حواس کی دنیا کے رنگ و بو تک محدود کر دیا ہے۔ اور زندگی کے اس پہلو کو بالکل فراموش کر دیا ہے۔ جو کائنات کے دھارے کو منبع کائنات سے ملاتا ہے۔ وہ اپنی سائنسی ایجادات کے نشے میں اس قدر چور ہو گئے ہیں۔ کہ انسانیت کی بنیادی اخلاقی قدریں ان کی نگاہ سے بالکل اوجھل ہو گئی ہیں۔ وہ نظام عالم کو محض ایک مشینی نظام خیال کرنے لگے ہیں۔ جو چند بے جان قوانین کے مطابق خود بخود چل رہا ہے۔ اور انسان محض اس مشینی نظام میں ایک بے جان پرزہ ہے اور کچھ بھی نہیں

یہ ذہنیت دنیا میں کوئی نئی ذہنیت نہیں ہے پہلے بھی اکثر قومیں اس کا شکار ہوتی رہی ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے ان کا دائرہ محدود ہوتا تھا اب یہ عالمگیر صورت اختیار کر گیا ہے۔ قوموں کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے۔ کہ جب کوئی قوم اس نوبت کو پہونچی ہے۔ اس کے زوال کا وقت بھی قریب آ گیا ہے۔ اور ان کا حال ہمیشہ یہی ہوا ہے۔ کہ وہی اسباب جن پر ان کو ناز ہوتا ہے۔ ان کی تباہی کا باعث بنتے رہے ہیں۔ آج بھی ہم ان اقوام میں جو نسل و وطن اور اپنی فائق تہذیب پر مغرور ہیں وہی آثار دیکھ رہے ہیں۔ اور جن ایجادات پر وہ اپنی مغرورانہ فوقیت کی بناء رکھتی ہیں۔ وہی ایجادات ان کو ہلاکت کے گڑھے میں دھکیلتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ زندگی کا یہ آئین فائق جیسا پہلی قوموں کی صورت میں کام کرتا رہا ہے۔ آج بھی اسی طرح کام کرتا ہوا صاف دکھائی دے رہا ہے لیکن جس طرح پہلی قومیں غرور سے اندھی ہوتی رہی ہیں۔ یہ قومیں بھی اسی طرح اندھی ہو چکی ہیں۔ جس طرح پہلی قومیں غرور فوقیت کی آگ میں جل کر راکھ ہو گئیں۔ ویسے ہی یہ قومیں بھی عنقریب ہونے والی ہیں۔ اور یورپ جو آج اپنی تہذیب پر اس قدر نازاں ہے۔ پھر اسی تاریکی کے اتھاہ سمندر میں گر جائیگا۔ جس سے چند صدیاں ہوئیں ایشیا نے اس کو نکالا تھا۔

اس انجام سے بچنے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ صحیح مذہب ہے۔ سوائے صحیح مذہب کو اختیار کرنے کے یہ قومیں اس تباہی کے گڑھے میں گرنے سے نہیں بچ سکتیں۔ جس کے کنارے پر وہ اس وقت کھڑی ہیں۔

بے شک ان اقوام میں سے بعض سمجھدار لوگ اس صورت حال سے باخبر ہیں۔ اور وہ چلا چلا کر ان قوموں کو تنبیہہ کر رہے ہیں۔ مگر چونکہ انہوں نے بھی اسی بے خدا ماحول میں تربیت حاصل کی ہے۔ وہ اخلاق اور نیکی کی باتیں محض دنیاوی دانشمندی کے اصولوں سے ان قوموں میں پیدا کرنا چاہتے ہیں اس لئے ان کی چیخ پکار کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ وہ ریت پر اخلاق کی عمارت تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسی عمارت پائیدار نہیں ہو سکتی۔ وہ چاہتے ہیں کہ دنیا انسانی حقوق کی مساوات کے اصول پر کاربند ہو جائے۔ لیکن وہ اس اصول کی بناء محض دنیاوی سہولت۔ اور رواداری پر رکھتے ہیں حالانکہ دنیاوی سہولتیں اور رواداریاں مختلف نسلی اور وطنی رنگین عینکوں سے مختلف رنگ اختیار کر سکتی ہیں۔ حقیقی مساوات و اخوت کا تصور توحید باری تعالےٰ پر ایمان لانے کے بغیر پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ جب تک یہ اقوام تمام بنی نوع انسان کو حقیقی معنوں میں ایک ہی واحد یگانہ ہستی کی مخلوق نہ سمجھنے لگیں گی۔ اس وقت تک رنگ و نسل کے امتیازات ان کے دلوں سے نہیں نکل سکتے۔

اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ

نیکی پر آگاہ کرنے والا نیکی کرنیوالے کی طرح ہوتا ہے

ہر احمدی کو چاہیئے کہ وہ اپنے دوستوں اور رشتہ داروں اپنے واقفوں اور اپنے ہم علاقہ اپنے ہمعصر لوگوں کو تحریک کرے۔ کہ ان میں سے جو لوگ اس وقت تک تحریک جدید میں حصہ نہیں لے سکے۔ وہ دفتر دوم میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔

(ارشاد سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ) (نائب وکیل المال تحریک جدید)

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ الفضل خود خرید کر پڑھے اور زیادہ سے زیادہ اپنے غیر احمدی دوستوں کو پڑھنے کے لئے دے۔

خطبہ جمعہ

خطبہ نمبر ۴۹

تحریکِ جدید کے دَورِ اوّل کے پندرھویں اور دَورِ دوم کے پانچویں سال کا آغاز

تحریکِ جدید تم سے مطالبہ کرتی ہے کہ تم اپنے مال اور اپنی جانیں خدمتِ اسلام کے لئے پیش کر دو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۲۶ر نومبر ۱۹۴۸ء مسجد احمدیہ لاہور

مرتبہ:۔ مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

تحریکِ جدید

کے چودھویں سال کی تحریک پر ایک سال گزر چکا ہے۔ اور اب نیا سال آگیا ہے۔ جس میں کہ تحریک جدید میں حصہ لینے والوں کے لئے پندرھویں سال کا وعدہ کرنا ہے۔ اس لئے آج میں دورِ اول کے دوستوں کو پندرھویں سال کے وعدوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے تحریک جدید کے ذمہ ہندوستان سے باہر کی تبلیغ کے سارے کام ہیں۔ اور مبلغین کی تیاری اور واقفین کی تیاری کا کام بھی اس کے ذمہ ہے اس کے علاوہ بعض اور کام جو

صدر انجمن احمدیہ

کو کرنے چاہیئے تھے۔ لیکن اس نے نہیں کئے۔ یا وہ ان کی طرف توجہ نہیں کر سکی۔ وہ بھی اسی کے ماتحت آگئے ہیں۔ مثلاً سائنٹیفک ریسرچ صنعت و حرفت کا محکمہ ہے تجارت کا محکمہ ہے۔ اور ان کے ذریعہ گو بہت آہستہ آہستہ مگر کچھ نہ کچھ ترقی کی صورت پیدا ہو رہی ہے۔ اسی طرح تحریک جدید کے ذریعہ سے بیرونجات کے مشن خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت ترقی کر چکے ہیں۔ بہت سی نئی جگہوں میں تبلیغ کا کام شروع ہو چکا ہے۔ اور بہت سی پہلی جگہوں میں کام پہلے سے زیادہ وسیع ہو چکا ہے۔ تحریک جدید کے شروع ہونے سے پہلے ایران میں ہمارا کوئی مبلغ نہیں تھا۔ لیکن اس وقت وہاں ہمارے دو مبلغ کام کر رہے ہیں۔ یہ

عجیب بات

ہے کہ ایران میں جہاں ہمارے خاندان یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کا درمیانہ قدم پڑا تھا۔ (ہمارا خاندان سمرقند سے نکل کر پہلے ایران میں بسا اور وہاں سے پھر ہندوستان آیا تھا) مشن قائم ہوئے پانچ سال ہو گئے ہیں۔ لیکن اس وقت تک وہاں ایک بھی احمدی نہیں ہوا۔ تحریک ضرور ہے اور کچھ لوگوں سے آہستہ آہستہ تعلقات بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ لیکن ابھی تک وہاں احمدیت پھیل نہیں سکی۔ اور یہی ایک ایسا ملک ہے جہاں باوجود اس کے کہ ہمارے مبلغ پانچ سال سے جا چکے ہیں۔ لیکن پھر بھی وہاں کوئی مقامی احمدی نہیں ہوا۔

تحریک جدید کے ماتحت دوسرا مشن جو قائم ہوا۔ یا یوں کہو کہ دوسرا مشن جسے تقویت حاصل ہوئی۔ مشن وہاں پہلے سے ہی قائم تھا۔ مگر اب وہاں مبلغ زیادہ ہو گئے ہیں۔ اور کام زیادہ ہو رہا ہے۔ وہ

فلسطین کا علاقہ

ہے۔ وہاں پہلے بھی کام کافی ہو رہا تھا۔ مگر تحریک جدید کے ذریعہ کام اور بھی زیادہ بڑھ گیا۔ پہلے وہاں حیفہ میں جماعت تھی۔ یا اس کے پاس کی پہاڑی پر جماعت رہتی تھی۔ لیکن بعد میں آہستہ آہستہ اردگرد کے علاقوں میں پھیلی۔ یہ عالت اس تباہی سے پہلے تھی جو اب وہاں آئی ہے۔ مشرقی پنجاب پر جیسے تباہی آئی۔ ویسے ہی یہودیوں کے حملہ کی وجہ سے فلسطین پر آئی ہے۔ اور خطرناک جگہ وہی تھی جہاں ہماری جماعت تھی۔ حیفہ کی جماعت کا کچھ حصہ فسادات سے پہلے ہی دمشق چلا گیا تھا۔ باقیوں کے متعلق کوئی اطلاع نہیں آئی۔ چوہدری محمد شریف صاحب نے جو وہاں کے مشنری انچارج تھے

وقت کی نزاکت

سمجھتے ہوئے بڑی ہوشیاری سے کام کیا۔ اور اپنا ایک مبلغ شرق اردن بھجوا دیا اور اسے ہدایت کی کہ پتہ نہیں ہمارا کیا حال ہو۔ تم وہاں جاکر نیا مرکز بنانے کی کوشش کرو۔ گویا انہوں نے وہی تدبیر اختیار کی۔ جو ہم نے قادیان سے نکلنے کے وقت اختیار کی تھی۔ اور اپنا ایک ساتھی شرقی اردن میں بھجوا دیا۔ اسے گئے ہوئے سات آٹھ ماہ ہو گئے ہیں۔ یا سال بھر کے قریب ہو گیا ہے۔ لیکن ابھی تک وہاں جماعت قائم نہیں ہوئی۔ جماعت کا اثر و رسوخ پیدا ہو رہا ہے۔

شام میں کسی وقت ہمارے مبلغ گئے تھے لیکن کافی عرصہ سے یہ میدان خالی پڑا تھا۔ تحریک جدید کے ماتحت شیخ نور احمد صاحب کو وہاں بھیجا گیا۔ ان کے ذریعہ جماعت میں ایک خاص بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ وہاں کے دوست منیر الحصنی صاحب مقامی احمدی ہیں۔ جو کہ نہایت ہی مخلص اور اچھے تعلیم یافتہ ہیں۔ انہوں نے یورپ میں فرانس وغیرہ میں تعلیم حاصل کی ہے۔ وہ آسودہ حال اور تاجر ہیں۔ ان کے چھوٹے بھائی دمشق کے سب سے بڑے تاجر ہیں۔ اور انکے ایک بھائی کی قاہرہ (مصر) میں ایک بڑی دکان ہے۔ انکے خاندان کے سب افراد احمدی ہو گئے ہیں۔ اور بہت مخلص اور قربانی کرنے والے لوگ ہیں۔ ہمارے مبلغ کے وہاں جانے کی وجہ سے اور برادر منیر الحصنی صاحب کے قادیان میں رہ جانے کی وجہ سے وہاں کی جماعت میں ایک خاص احساس اور بیداری پیدا ہو چکی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھا اثر پیدا ہوا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ دوسرے ممالک کے خلاف یہاں تعلیم یافتہ اور با اثر لوگوں میں

تبلیغ کا زور

بڑھ رہا ہے۔ یہ شام وہی ہے جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے الہاماً فرمایا تھا کہ یدعون لک ابدال الشام۔ شام کے ابدال تیرے لئے دعا کرتے ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ شام کی جماعت اسوقت قائم ہوگی جبکہ جماعت احمدیہ پر ایک ابتلا آنے والا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ ایک ہی وقت میں اور قریب کے ہی عرصہ میں پنجاب اور فلسطین میں جن میں سب سے پہلے بڑی جماعت قائم ہوئی تھی تباہی آئی۔ تحریک جدید کے ماتحت دو واقف زندگی وہاں گئے۔ گو وہاں پہلے جماعت موجود تھی لیکن ان کے ذریعہ انکا

سلسلہ کے ساتھ گہرا تعلق

پیدا ہو گیا۔ پھر لیبیا سینیا کا علاقہ ہے۔ یہ وہ ملک ہے جہاں مسلمان شروع میں ہجرت کر کے گئے۔ اس ملک میں بھی تحریک کے ماتحت ایک واقف زندگی گئے اور انہوں نے وہاں جماعت قائم کی۔ اس جگہ جماعت میں نئے احمدی بھی داخل ہو رہے ہیں اور بعض افراد نے کہا ہے کہ وہ قادیان جدید میں تعلیم حاصل کرنے جائیں گے۔

اس طرح تحریک جدید کے ماتحت مشرقی افریقہ میں کئی مشن قائم کئے گئے ہیں۔ اور اس وقت وہاں غالباً دس مبلغ کام کر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اب حبشی لوگوں میں تبلیغ شروع ہو گئی ہے۔ اور ان لوگوں کو جو پہلے عیسائی ہو گئے تھے واپس لایا جا رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یوگنڈا، کینیا اور ٹانگانیکا تینوں جگہوں پر بڑے زور کے ساتھ تبلیغ جاری ہے۔ آگے سے زیادہ جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔ جماعت پھیل گئی ہے۔ نئی مساجد بنائی گئی ہیں۔ اور حکومت بھی تعاون کر رہی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کی اچھی بنیاد قائم ہو گئی ہے۔

پھر تحریک جدید کی کوشش سے

مغربی افریقہ میں مشن

بہت زیادہ پھیل چکے ہیں۔ وہاں پہلے ہمارے دو ہی مبلغ ہوا کرتے تھے لیکن اب وہاں مرکز سے بھیجے ہوئے اور مقامی دو درجن کے قریب مبلغ ہیں۔ اور جماعت کے بہت سے سکول چل رہے ہیں۔ تجارتی محکمہ بھی قائم کیا گیا ہے۔ اگرچہ وہ ابتدائی حالت میں ہی ہے۔ لیکن جو رپورٹ وہاں سے آئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس میں کامیابی ہو رہی ہے۔ وہاں کے حالات کو دیکھ کر جو کمی تعلیم کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہیں۔ تحریک جدید نے اپنا ایک آدمی کئی سالوں سے انگلستان میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجا ہوا ہے تا وہ وہاں سے تعلیمی ڈگری بھی حاصل کر لے۔ اور B.A.B.Sc کی بھی۔ پھر وہاں ایک کالج کھولا جا سکے گا۔ جو گریجوایٹ یہاں سے بھیجے جا رہے ہیں۔ اس طرح اس ملک میں اپنا

احمدیہ کالج

کھول کر تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے دین کا راستہ کھول دیا جائے گا۔ اسی طرح وہاں زمیندارہ سٹیشن کے لئے بھی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور ورکشاپ کے ذریعہ جو احمدی ہو گئے ہیں۔ ایگریکلچرل اسٹیشن بنا کر ان کی آمدن سے کام چلایا جائے گا۔

انگلستان میں پہلے سے مشن قائم ہے لیکن تحریک جدید کے تحت اب وہاں بجائے ایک مبلغ کے ایک وقت میں پانچ چھ مبلغ رہتے ہیں۔ اس وقت بھی وہاں چھ مبلغ ہیں۔ جنمیں سے ایک انگریز ہے جس نے دین کے لئے اپنی زندگی وقف کی ہوئی ہے۔ اور نہایت مخلص اور نیک ہے۔ اسی طرح ہمارے مشن سپین میں فرانس میں۔ سوئٹزرلینڈ میں ہالینڈ میں اور جرمنی میں قائم ہیں اٹلی میں ہمارا مشن تھا۔ گو فی الحال اسے وہاں سے ہٹا لیا گیا ہے کیونکہ جس قابلیت کے آدمی وہاں چاہیئے تھے ویسے آدمی وہاں نہیں بھیجے گئے۔ لیکن آہستہ آہستہ جیسے جیسے اس قابلیت کے لوگ تیار ہوتے جائیں گے وہاں بھجوائے جائیں گے۔

ہسپانیہ کے مبلغ نے بہت

اچھا نمونہ

دکھایا ہے۔ جب سلسلہ کی مشکلات بڑھیں اور ان نقصانات کے بعد جو مشرقی پنجاب میں ہوئے ہم مجبور ہو گئے کہ وہاں سے مشن ہٹا لیں اور اسے بتایا گیا۔ تو اس نے لکھا کہ مجھے واپس نہ بلایا جائے بلکہ مجھے اجازت دی جائے کہ میں اپنے گذارہ سے یہاں کام کروں۔ چنانچہ اس نے پھیری کا کام کر کے گذارہ کیا اور نہ صرف گذارہ کیا بلکہ اس نے ایک کافی رقم جمع کر کے میرے لیکچر "اسلام کا اقتصادی نظام" کا ترجمہ کر کے شائع کیا۔ دو اڑھائی ہزار روپیہ کے قریب اس پر خرچ آیا اور اب وہ اس فکر میں ہے کہ وہ اس کام کو وسیع کرے۔

فرانس میں بھی مبلغ بھیجے گئے مگر کامیابی کی کوئی صورت پیدا نہ ہوئی۔ وہاں کے بھی مبلغ کو جو لاہور کے ہی ہیں کہا گیا کہ تم واپس آجاؤ تو انہوں نے بھی کہا کہ مجھے واپس نہ بلایا جائے میں یہاں اپنی کمائی سے کام کروں گا۔ انہیں وہاں چھوڑ دیا گیا اور انہیں اپنے خرچ پر کام کرنے کی اجازت دی گئی۔ اب وہاں بھی کام شروع ہو گیا ہے ان کی تار آئی ہے کہ اب وہاں بھی جلسوں اور تقریروں کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ پریس اور دوسرے لوگ بھی توجہ کر رہے ہیں۔ آج ہی اطلاع ملی ہے کہ وہاں کی ایک سوسائٹی نے اقرار کیا ہے کہ اگر

الہام کے متعلق مضامین

لکھے جائیں تو وہ خود بھی ان کی اشاعت میں مدد کرے گی۔

سوئٹزرلینڈ کا علاقہ پرانا پروٹسٹنٹ علاقہ ہے اور مذہبی تعصب کی خاص جگہ ہے جب ہمارے مبلغ وہاں گئے تو انہیں چیلنج دیا گیا تھا کہ دنیا کے ہر طبقہ میں اسلام پھیل سکتا ہے مگر اس جگہ نہیں پھیل سکتا مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے وہاں بھی ایک دو احمدی ہو چکے ہیں اور لوگوں کی توجہ بڑھتی جا رہی ہے۔

ہالینڈ میں سب سے زیادہ کامیابی ہوئی ہے وہاں جو احمدی ہوئے ہیں وہ تعلیم یافتہ ہیں سلسلہ کی تبلیغ بڑھتی جا رہی ہے۔ اس کے بعد جرمن کا علاقہ ہے وہاں ہمبرگ میں دس احمدی ہوئے ہیں اور ایک برلن میں وہ اکثر تعلیم یافتہ لوگ ہیں۔ ان میں سے ایک نے اپنی زندگی دین کی خدمت کیلئے وقف کر دی ہے اور بڑی جدوجہد کے بعد وہ وہاں سے چلکر دینی تعلیم کے لئے "انگلینڈ" پہنچ گیا ہے اور امید ہے کہ دسمبر کے آخر میں وہ پاکستان پہنچ جائے گا۔ وہ فوجی افسر ہے اور ان کا منشاء ہے کہ دینی تعلیم حاصل کر کے اپنے ملک میں یا جہاں انہیں مقرر کیا جائے تبلیغ کریں۔

اسی طرح دو اور افراد کی طرف سے بھی ہالینڈ اور جرمن سے وقف زندگی کے لئے درخواستیں آئی ہیں اور ہم ان پر غور کر رہے ہیں اگر فیصلہ ہو گیا تو وہ بھی اپنا نام خدمت دین کیلئے پیش کر دینگے۔

یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ میں پہلے ہمارا ایک مبلغ ہوا کرتا تھا اب ہمارے وہاں تین مبلغ تھے جن میں سے ایک فوت ہو گیا ہے اس کی جگہ ہم ایک اور مبلغ بھجوا رہے ہیں۔ وہاں کی جماعت بہت منظم ہوتی چلی جاتی ہے۔ وہاں کی جماعت کا صرف تحریک کا چندہ بھی چالیس ہزار تک پہنچتا ہے۔ ظاہری طور پر یہ کوئی بڑی چیز نہیں لیکن وہاں کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی یہ قیاس بھی نہیں کر سکتا تھا اور اب وہ کوشش کر رہے ہیں کہ اپنا بوجھ خود ہی اٹھائیں اور اگر یہ سکیم جاری ہو گئی تو قلیل عرصہ میں وہاں کا مشن مضبوط ہو سکیگا اور وہاں کے مقامی آدمی بھی تیار ہو سکیں گے۔

پھر تحریک جدید کے ماتحت

ارجنٹائن میں مشن

قائم کیا گیا ہے اگرچہ وہاں کوئی مقامی احمدی نہیں ہوا لیکن عربوں میں سے بعض احمدی ہوئے ہیں۔ اب وہاں ہمارا ایک اور مبلغ جا رہا ہے۔ ہم نے پہلے ایک مبلغ بھیجا تھا لیکن وہ انگلینڈ میں ہی بیمار ہو گیا اور اب تک وہ وہاں ہی ہے۔ اب نیا مبلغ بھجوایا جا رہا ہے اور اس کے لئے پاسپورٹ کی کوشش ہو رہی ہے۔

تحریک جدید کے ماتحت سابق میں ہنگری میں یونان میں یوگوسلاویہ میں پولینڈ میں اور زیکوسلاویکیہ میں مشن قائم کئے گئے تھے مگر بعض مجبوریوں کی وجہ سے مشن بند کر دیئے گئے اور اس کے بعد جنگ کی وجہ سے دوبارہ مبلغ نہ بھجوائے جا سکے۔ مگر بہرحال وہاں احمدیت کا بیج بویا جا چکا ہے۔ اب بعض لوگوں کی وہاں سے چٹھیاں آئی ہیں کہ جنگ کی وجہ سے ہمارے تعلقات مرکز سے منقطع ہو گئے تھے اب ہم چاہتے ہیں کہ اگر ہمارے پاس لٹریچر آ جائے تو ہم تبلیغ کے کام کو وسیع کریں۔

اس کے بعد انڈونیشیا کے علاقے ہیں۔ جاوا اور سماٹرا وغیرہ جو آجکل عام مرجع توجہ بنے ہوئے ہیں اور جو سے وہاں جنگ جاری ہے وہاں ہمارے صرف ایک ہی مبلغ مولوی رحمت علی صاحب تھے۔ تحریک جدید کے ماتحت جاوا میں اور مبلغ بھیجے گئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے وہاں

ہزاروں ہزار لوگ احمدیت میں داخل

ہو گئے ہیں جن میں سے بعض بہت ہی بارسوخ ہیں جن کا حکومت کے ساتھ بھی تعلق ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ اگر انہوں نے استقلال سے کام لیا تو خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت بہت ترقی کر جائیگی۔ ہمارے تعلقات جاوا سے ہیں۔ سماٹرا سے خط و کتابت بند ہے کیونکہ وہاں کمیونسٹ فتنہ بہت بڑھا ہوا ہے۔ ملایا ایک اور جگہ ہے جہاں ہمارا مشن قائم ہے سنگاپور میں بھی جماعت قائم ہے اور اس کے اردگرد بھی مگر افسوس کہ یہاں کے مبلغوں نے آپس میں لڑنا شروع کر دیا ہے۔ اگر وہ صحیح طور پر کام کریں تو یہ ایک اہم جگہ ہے مشرق اور مغرب کے درمیان رستہ پر یہ ایک اہم مقام ہے۔ اگر کوشش کی جائے تو

مشرق اور مغرب میں ترقی

کیلئے بہت سی سہولتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔

پھر بورنیو کا علاقہ ہے جو قریباً نصف ہندوستان کے برابر ہے مگر آبادی بہت کم ہے۔ اس میں بھی ہمارے مبلغ گئے ہیں اور بعض علاقہ میں لوگ احمدیت میں داخل ہونے لگ گئے ہیں اور اچھی اثر پیدا ہو رہا ہے مجھے ایک کارڈ ملا ہے جس پر ایک جنگل کی خوبصورت تصویر ہے اس میں صرف یہ لکھا ہوا ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ اسلام کی تعلیم ہر طرف پھیل رہی ہے کیا بالی جزیرہ اس سے محروم رہیگا۔ لکھنے والا کوئی غیر احمدی ہے اس نے اور دیگر تبلیغ دیکھ کر مجھے خط لکھ دیا ہے۔ بالی جزیرہ کے لوگ فوجی اور بہادر ہیں۔ وہاں ابھی تک تبلیغ نہیں ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ اردگرد تبلیغ ہوتی دیکھ کر اس نے مجھے لکھ دیا مگر معلوم نہیں کہ اسے میرا پتہ کہاں سے ملا بہرحال احمدیت خود بخود پھیل رہی ہے۔ اسی طرح

امریکہ کے جزائر

میں جنہیں ویسٹ انڈیز بھی کہا جاتا ہے۔ ان جزائر میں بھی تبلیغ شروع ہے وہاں سے بھی خطوط آ رہے ہیں اور وہ مبلغ مانگ رہے ہیں۔ اور وہاں مبلغ بھیجنے کی کوشش کی جا رہی ہے صرف کابل کا علاقہ ہے جو بند پڑا ہے مگر اب احمدیت کی تبلیغ اسطرح ہو رہی ہے کہ وہاں بھی اس کا اثر پڑے گا۔

غرض سارے پردہ زمین پر تحریک کے ماتحت تبلیغ کو پھیلانے کی سکیمیں بن رہی ہیں اور اس کیلئے اربوں اربوں روپے بھی تھوڑے ہیں۔ درحقیقت ہمارے مبلغ بہت کم گذارے پر کام کر رہے ہیں بلکہ خشک روٹی پر گذارہ کر رہے ہیں الفضل میں ایک غیر احمدی کیپٹن کا خط شائع ہوا تھا جنہوں نے لکھا تھا میں جہاں جماعت احمدیہ کے نوجوانوں کی تعریف کرتا ہوں کہ انہوں نے خدمت دین کیلئے اپنی زندگیاں وقف کیں اور باہر نکل گئے وہاں مجھے

جماعت پر افسوس

ہے جس نے اس بات پر کبھی بھی غور نہیں کیا کہ اس کے مبلغ باہر کیا کھا رہے ہیں۔ باوجود غیر احمدی ہونے کے جس دکھ میں میں نے انہیں دیکھا ہے اس سے مجھے خیال ہوا کہ میں جماعت کی توجہ اس طرف پھراؤں کہ وہ کم از کم انہیں کھانے کو اتنا تو دے جس سے ان کا پیٹ بھر سکے اور پہننے کو اتنا تو دے جس سے وہ اپنا تن ڈھانپ سکیں اور تبلیغ کا کام صحیح طور پر کر سکیں۔ بہرحال ہم ادنیٰ سے ادنیٰ طور پر بھی خرچ کریں تو ہمارا خرچ کروڑوں تک جا پہنچتا ہے مثلاً اس وقت ہمارے پچاس کے قریب مبلغ باہر ہیں۔

پچاس تو میرے ہی ذہن میں ہیں اور یہ وہ ہیں جو یہاں سے گئے ہیں اس سے کم نہیں زیادہ ہی نکلیں گے اور مقامی مبلغ جو کام کر رہے ہیں وہ ان کے علاوہ ہیں ان ممالک کی رہائش کا اگر اندازہ رکھا جائے تو ان کے کھانے پینے اور مکان کا خرچ ۲۰ پونڈ ہے اور یہ کم از کم ہے۔ اس کے بعد تبلیغ کے اخراجات ہیں۔ لٹریچر ہے۔ خط و کتابت ہے ۲۰ پونڈ کے قریب اس پر خرچ آجاتا ہے اور یہ چالیس پونڈ فی کس بنتا ہے اور اس کے یہ معنے ہوئے کہ کل مبلغ ۵۰ ہیں۔ گو وہ مبلغ ان کے علاوہ ہیں جو مقامی طور پر اپنے علاقوں میں بطور مبلغ کام کر رہے ہیں اگر ان کو بھی شامل کر دیا جائے تو یہ سو سے زیادہ بنجاتے ہیں اگر چالیس پونڈ فی کس خرچ کیا جائے تو یہ دو ہزار پونڈ بنتا ہے اور اگر روپیہ کے حساب سے لیا جائے تو یہ چھتیس ہزار روپیہ بنتے ہیں اور اگر اسے بارہ سے ضرب دیں تو یہ چار لاکھ سے اوپر بنتا ہے یہ ادنیٰ سے ادنیٰ خرچ ہے جو ان پر ہونا چاہیئے۔ پھر اگر جلسے کئے جائیں۔ یہاں لاہور میں ہی اگر کوئی جلسہ کیا جائے تو اس کے اعلان اور دوسرے انتظامات پر سو ڈیڑھ سو روپیہ سے زیادہ خرچ ہو جائیں گے اگر دوسرے ممالک میں فی جلسہ کا خرچ تین چار سو رکھا جائے اور سال میں بارہ جلسے کئے جائیں تو سال میں ہر مشن کا جلسوں کا خرچ چار ہزار ساڑھے چار ہزار ہو جاتا ہے پچاس مشنوں میں یہ خرچ دو لاکھ کا ہو جاتا ہے پھر اگر صحیح طور پر لٹریچر اور اشاعت کا کام کیا جائے تو کسی مشن کا خرچ دس بیس پونڈ ماہوار سے کم نہیں ہو سکتا یہ رقم ایک لاکھ ۲۵ ہزار روپے سالانہ کی ہوتی ہے لیکن درحقیقت چار پانچ لاکھ روپیہ سالانہ اشاعت لٹریچر کا خرچ ہونا چاہیئے پس اگر صحیح طور پر تبلیغ کی جائے تو صرف موجودہ

مشنوں کا خرچ

نو لاکھ کے قریب سالانہ ہونا چاہیئے۔

اسی طرح بیرونی جماعت کیلئے مبلغ بھی تیار کرائے جاتے ہیں اور انہیں بھی تحریک ہی خرچ دیتی ہے یہ بھی کوئی ڈیڑھ لاکھ کے قریب بنتا ہے بیسیوں لڑکے ہیں جنہیں تعلیم دی جا رہی ہے کیونکہ بنے بنائے مبلغ نہیں مل سکتے۔ ان لڑکوں میں سے کوئی ایف اے میں پڑھ رہا ہے کوئی بی۔ اے میں پڑھ رہا ہے کوئی ایم۔ اے میں پڑھ رہا ہے بہت سے مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ میں پڑھ رہے ہیں۔ بہت سوں کو دین کی تعلیم پرائیویٹ دلوائی جا رہی ہے۔ بعض کو غیر ملکوں میں تعلیم دلوائی جا رہی ہے۔ بہت سے غرباء کے لڑکے ہیں جنہوں نے اپنی زندگیوں کو وقف کیا ہوا ہے کوئی لڑکا نویں جماعت میں پڑھتا ہے اس کے ماں باپ غریب ہیں وہ کہتے ہیں ہم زیادہ سے زیادہ انٹرنس پاس کروا سکتے ہیں یا لڑکا آٹھویں میں پڑھتا ہے والدین کہتے ہیں کہ ہم میں اسے آگے پڑھانے کی ہمت نہیں ہمیں جب دیکھا لڑکے ذہین ہیں تو ہم نے انہیں اپنے خرچ پر پڑھوانا شروع کر دیا۔ غرض درجنوں ایسے لڑکے ہیں جو تحریک کے خرچ پر تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور ان پر بڑی بھاری رقم خرچ ہو رہی ہے۔ پھر مرکز کے اخراجات ہیں بیت المال اور دیگر محکمے ہیں ان تمام پر ڈیڑھ دو لاکھ کے قریب خرچ ہو رہا ہے ہمارا بجٹ چار لاکھ کے قریب ہے اور وہ بھی اس طرح کا ہے کہ مبلغوں کو روکھی سوکھی روٹی مل سکتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں دور اول میں پچھلے سال کا دو لاکھ دس ہزار کا وعدہ تھا۔ لیکن وصولی ساری دو لاکھ ہوئی ہے اتنی بڑی رقم کے علاوہ گزشتہ سالوں میں جو قرضے ہوتے چلے گئے ہیں وہ بھی گیارہ لاکھ کے قریب تھا دہائی میں کچھ جائیدادیں تھیں جو تحریک کے کام آسکتی تھیں لیکن اب وہ بھی ہمارے ہاتھ سے نکل گئی ہیں۔ پچھلے سال ہم نے کچھ قرضے اتارے بھی تھے لیکن اب بھی نو لاکھ کے قریب قرضہ باقی ہے۔ ادھر آمد سے خرچ زیادہ ہے اور پچھلا قرضہ بھی ہے۔ کچھ خرچ تو ہم اس طرح نکال لیتے ہیں کہ بیرونی ممالک کی جماعتوں پر زور ڈال کر کچھ وصول کر لیتے ہیں لیکن وہ ابتدائی جماعتیں ہیں اور وہ اتنا بوجھ نہیں اٹھا سکتیں اور

کچھ ہم دوسرے سالوں کے بقایوں کی وصولی سے کام چلا لیتے ہیں۔ لیکن اب زمانہ آگیا ہے کہ قرضے جلدی سے جلدی اتار دیئے جائیں۔ کیونکہ اگر ہم قرضے جلدی نہیں اتاریں گے۔ تو مشکلات بڑھ جائیں گی۔ دور اول پانچ سال کے بعد ختم ہو نیوالا ہے۔ اگر یہ ختم ہو گیا تو تمام بوجھ دور ثانی پر پڑ جائے گا۔ دفتر دوم کے وعدے پچھلے سال ایک لاکھ کے قریب تھے۔ جن میں سے صرف ۸۵ ہزار روپے کی رقم وصول ہوئی تھی۔ یہ حال رہا تو ہم چار لاکھ سالانہ کا خرچ کہاں سے نکالیں گے۔ پس اس نتیجہ دور سے پہلے ضروری ہے۔ کہ ہم پچھلے قرضوں کو اتار دیں۔ ورنہ بعد میں کام کو بڑھانا تو ایک طرف رہا۔ ہم موجودہ کام کو بھی نہیں چلا سکیں گے۔

پس میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے فرائض کو سمجھتے ہوئے اپنے وعدے لکھوائیں۔ میرے مخاطب اس وقت دور اول کے لوگ ہیں۔ جنہیں

سالقون الاولون

میں شامل ہونے کی توفیق ملی ہے اور جنہیں خدا تعالیٰ توفیق دے وہ پہلے سے بڑھ کر وعدے لکھوائیں۔ میں نے تحریک ستمبر کے متعلق کہا تھا۔ کہ جن دوستوں کا چندہ ۳۳ سے ۵۰ فی صدی کے حساب سے عام چندوں سے بڑھ جاتا ہے۔ اُن کا تحریک کا چندہ اس میں شامل ہوگا۔ اور پھر میں نے اعلان کر دیا تھا۔ کہ لوگ باقاعدہ طور پر بتائیں۔ کہ اُن کے اس چندے میں کون کون سے چندے شامل ہیں۔ فرض کرو ایک آدمی کا بیس فی صدی چندہ بنتا تھا۔ اب وہ پچیس فیصدی دے تو اس میں تحریک کا چندہ شامل ہوگا۔ لیکن بیت المال والوں نے بتایا ہے کہ بہت کم لوگ ہیں۔ جنہوں نے ایسا کیا ہے۔ اب اگر ان لوگوں سے مطالبہ کیا جائے۔ کہ وہ تحریک جدید کے وعدے پورے کریں تو اس کی ذمہ داری خود انہی پر ہوگی۔ کسی کو کیا پتہ ہے کہ وہ کیا کیا چندے ادا کرتے ہیں۔ اس کا پتہ تو دفتر کو بھی نہیں ہو سکتا۔ پس اگر کسی دوست نے اس طرح کا وعدہ کیا ہے۔ اور اس کا چندہ اتنا ہو چکا ہے۔ کہ اُس سے سب چندے ادا کر کے کچھ بچ جاتا ہے۔ تو اس میں

تحریک جدید کا وعدہ

شامل ہوگا۔ دوستوں کو چاہیئے۔ کہ وہ واضح کر دیں اور لکھوا دیں کہ اس چندہ میں میرا چندہ عام اتنا ہے چندہ حصہ سالانہ اتنا ہے۔ تحریک جدید کا چندہ اتنا ہے۔ اور ان کے علاوہ اس میں فلاں فلاں چندہ شامل ہے۔ اور چونکہ میرا وعدہ عام چندہ سے بڑھ جاتا ہے۔ اس لئے مجھے زیادہ چندہ دینے سے بری سمجھا جائے۔ اگر کوئی ایسا کرے گا۔ تو ٹھیک ہوگا اور ہم تمام چندے اس رقم سے منہا کر لیں گے۔ اور اگر وہ اس طرح نہیں کرتا۔ تو تمام چندہ جو وہ بھیجتا ہے اس میں تحریک جدید کا چندہ شامل نہیں ہوگا۔ تحریک کا وعدہ اسی طرح قائم رہے گا۔ جب کوئی رقم صدر انجمن احمدیہ کے پاس آتی ہے تو وہ اسے اپنے خزانہ میں داخل کر لیتی ہے۔ اور جب تک کوئی ہدایت

نہ آئے۔ وہ اسے اپنا ہی حق سمجھتی ہے۔ پھر بعض دفعہ اس سے دھوکا بھی لگ سکتا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ صدر انجمن احمدیہ کہتی ہے۔ کہ ابھی تو میرا ہی حق پورا نہیں ہوا۔ یا کہتی ہے کہ ابھی تو میرا ہی چندہ پورا ہوا ہے۔ اور تحریک وعدہ کنندوں کو یاد نہیں کرائے گی۔ کہ شاید ان کا چندہ تحریک ستمبر میں آرہا ہے چنانچہ ایسے جھگڑے بعض دوستوں سے ہوئے بھی ہیں۔ پس دوستوں کو واضح طور پر لکھ دینا چاہیئے کہ اُن کا ماہوار چندہ جو واجب الادا تھا۔ وہ اتنا بنتا تھا۔ اور تحریک کا چندہ اس قدر ہے۔ یا کوئی اور چندہ ہو۔ تو وہ اس قدر ہے۔ اور چونکہ

تحریک ستمبر

کے ماتحت جو چندے میں دیتا ہوں۔ اُس سے میرے مقررہ اور موعودہ سب چندے پورے ہو جاتے ہیں اس لئے میں الگ چندہ نہیں لکھواؤں گا۔ ہاں جو رقم مقررہ اور موعودہ چندوں سے بڑھ جائے۔ اُسے تحریک ستمبر میں داخل کیا جائے۔ میں اس امر پر افسوس کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتا کہ دوستوں نے تحریک ستمبر کی طرف پوری توجہ نہیں دی۔ ایک سال میں تحریک ستمبر میں صرف سنتیس ۳۷ ہزار روپے چندہ جمع ہوا ہے۔ حالانکہ اس عرصہ میں یہ چندہ پانچ سات لاکھ ہونا چاہیئے تھا۔ یا تو دوستوں نے اس تحریک میں بہت کم حصہ لیا ہے۔ یا اگر حصہ لیا ہے تو انہوں نے بتایا نہیں کہ اس رقم میں اُن کا فلاں فلاں چندہ اس اس مقدار میں شامل ہے۔ اور باقی جو بچے وہ تحریک ستمبر میں چلا جائے۔ بہر حال تحریک کے کام کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے

دور اول کے سپاہی

جن کو خدا تعالیٰ توفیق دے وہ جلد از جلد وعدے لکھوائیں اور جیسا کہ ہمیشہ قاعدہ ہے۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ دس فروری ان وعدوں کی آخری میعاد ہے۔ لیکن پسندیدہ یہی ہوگا۔ کہ دسمبر کے خاتمہ سے پہلے پہلے وعدے آجائیں کیونکہ پھر دوسرے سال کا بجٹ بنانا ضروری ہوتا ہے۔ اور اگر وعدے دیر سے آئیں۔ تو اُن سے پوری طرح فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ پس مناسب یہی ہے کہ دسمبر کے خاتمہ تک دوست اپنے وعدے لکھوا دیں لیکن کسی مشکل کی وجہ سے کوئی فرد یا جماعت وعدہ جلدی نہ بھیج سکے تو وہ اپنا وعدہ دس فروری تک بھیج دے جس خط پر دس فروری کی مہر ہوگی وہ قبول کر لیا جائے گا۔ گذشتہ سال

مشرقی پنجاب کے فسادات

اور تباہی کی وجہ سے دوست اس میں اچھی طرح حصہ نہیں لے سکے تھے۔ لیکن اب ان میں سے ایک حصہ آباد ہو چکا ہے۔ بلکہ ان میں سے اکثر آباد ہو چکے ہیں اور اُن کی مالی حالت آگے سے بہت اچھی ہے۔ کیونکہ ہندوؤں کی بچی ہوئی تجارتیں اور کارخانے انہیں مل گئے ہیں۔ اور ان میں سے بعض آگے سے دس دس بیس بیس گنے زیادہ کما رہے ہیں۔ مجھے بعض لوگوں کا حال معلوم ہے۔ مشرقی پنجاب میں

وہ اٹھ سات سو روپیہ کا مال لاکر آئے تھے تو آج وہ آٹھ دس لاکھ کے مالک بن گئے ہیں۔ یہ عجیب قسم کی تقسیم ہوئی ہے۔ مگر یہ

خدا کی دین

ہے۔ ایک شخص کے متعلق میں نے سنا ہے۔ وہ قادیان کا ایک تاجر تھا۔ چھابڑی پر چیزیں رکھ کر بیچا کرتا تھا اس کی ماہوار آمد تیس ۳۰ چالیس ۴۰ روپے ہو گی ایک دوست نے مجھے بتایا۔ کہ وہ رستہ میں جا رہا تھا۔ کہ ایک موٹر پاس سے گذرتی ہوئی آئی اور میرے پاس ٹھہر گئی۔ وہی شخص موٹر سے اترا۔ اور کہا میں نے تمہیں دیکھا تو سلام کرنے کے لئے ٹھہر گیا چونکہ میرا کام زیادہ ہو گیا ہے۔ اس لئے میں نے بائیس ہزار کی موٹر خرید لی ہے۔ تا چلنے پھرنے میں آسانی رہے تو دیکھو حالات کہاں سے کہاں بدل گئے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض دوست ایسے بھی ہیں جو اب تک پراگندہ پھر رہے ہیں۔ ابھی رپورٹ آئی ہے۔ کہ ایک احمدی لیہ جا رہے تھے کہ تحصیلدار نے اُن کا مال چھین لیا۔ یہ ایک ایسے ضلع کا واقعہ ہے۔ جہاں کا ڈی۔ سی (D. C) احمدی ہے۔ جس سے ہم زیادہ دیانت داری اور محنت کی اُمید کرتے ہیں۔ اس خرابی سے ہم قیاس کر سکتے ہیں۔ کہ دوسری جگہوں پر کیا ہو رہا ہوگا۔ بہر حال

جماعت کا اکثر حصہ

وہ ہے۔ جو اپنے اپنے کاموں میں لگ گیا ہے۔ اور اگر اُدھر اُن کی زمینیں بارانی تھیں تو ادھر انہیں نہری زمینیں مل گئی ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض لوگ جو اس طرف آسودہ تھے۔ اور اُن کی پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ گھماؤں زمین تھی۔ وہ اب غریب ہو گئے ہیں۔ اب انہیں آٹھ دس گھماؤں زمین ملی ہے۔ مگر اکثر ایسے ہیں۔ جن کی ادھر دو دو کنال زمین تھی۔ اور اب انہیں دس دس ایکڑ زمین مل گئی ہے۔ کیونکہ ان کے گھر کے افراد دس تھے۔ ہمارے

ایک مخلص دوست

ہیں۔ جو بھیرہ چینچی کے رہنے والے ہیں۔ میں ایک دفعہ بھیرہ چینچی گیا۔ میری بھی اس کے قریب زمین تھی۔ اور میں تبدیلی آب و ہوا کے لئے وہاں جاتا تھا۔ وہ میرے پاس آئے۔ اور کہا حضور دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ میری تکلیف کم کر دے۔ انہیں لوگ مولوی صاحب کہا کرتے تھے۔ اگرچہ وہ مولوی نہیں تھے۔ وہ بڑے دیندار تھے۔ اور ابھی تک زندہ ہیں۔ میں نے کہا کیوں مولوی صاحب کیا زمین کم ہے۔ یا کوئی اور بات ہے۔ وہ بڑی سادگی سے کہنے لگے۔ چار کنال زمین میرے باپ کی تھی۔ اور دو کنال اور گروی لی ہے۔ زمین کافی ہے کچھ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی گردش ہے۔ دیکھو وہ چھ کنال کو ہی کافی زمین سمجھا کرتے تھے۔ اب ایسے لوگوں کو دس ایکڑ مل گئے ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہیں۔ جن کی وہاں

کنووں والی زمین تھی۔ اب انہیں نہری زمین مل گئی ہے۔ جن کی حالت اچھی ہو گئی ہے۔ اب انہیں پیچھے نہیں رہنا چاہیئے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض ایسے بھی ہیں۔ جن کی اُدھر

آسودہ حالت

تھی۔ اب وہ لٹ گئے ہیں۔ وہاں وہ دس بیس ۲۰ لاکھ چھوڑ کر آئے ہیں۔ یہاں اُن کی پیسے کی آمد بھی نہیں نہیں جانے دو۔ ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ اکثر حصہ غرباء کا ہے۔ جو ہزاروں سے لکھ پتی بن گئے ہیں۔ جن کی وہاں دس کنال زمین تھی۔ اب انہیں دس ایکڑ زمین مل گئی ہے۔ پہلے ان کی بارانی زمین تھی اب انہیں نہری زمین مل گئی ہے۔ یا پہلے اُن کی چاہی زمین تھی۔ اب اُنہیں نہری زمین مل گئی ہے۔ اُن کو بھی اپنے حصہ سے جو اس بوجھ میں اُن کا ہے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیئے۔ پھر میں

مغربی پاکستان

والوں کو لیتا ہوں۔ خدا تعالیٰ نے اُن پر بڑا فضل کیا ہے۔ کہ اس نے انہیں اس تباہی سے بچایا ہے انہوں نے اس طرف اپنی جائداد کا کوئی حصہ نہیں چھوڑا۔ لیکن اس طرف انہوں نے دوسروں کے ساتھ برابر کا حصہ لیا ہے۔ سینکڑوں ایسے آدمی ملتے ہیں۔ جن کی پہلے کوئی جائداد نہیں تھی۔ اب وہ کارخانوں کے مالک بن گئے ہیں۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں۔ جو ہندوستان سے باہر گئے ہوئے تھے۔ فسادات میں وہ یہاں آگئے۔ تا لوٹ مار میں اُن کو بھی حصہ مل جائے۔ بہت شہروں میں ایسا ہوا ہے۔ بہر حال اکثر کی

اقتصادی حالت

پہلے سے بہت اچھی ہے۔ جن کی حالت پہلے سے خراب ہے۔ وہ چند ہی ہیں۔ اُن کی وجہ سے کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ایسے لوگ سو میں سے دو یا چار ہوں گے۔ پہلے تو میں ان لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ نئے سال کے لئے وعدے لکھوائیں۔ اور پھر جو ستر اسی ہزار کے وعدے گذشتہ سال کے پورا ہونے سے رہ گئے ہیں انہیں بھی جلد پورا کریں۔ اسی طرح ساٹھ ستر ہزار کے وعدے جو گذشتہ سال سے پچھلے سالوں کے پورا ہونے سے رہ گئے ہیں۔ انہیں بھی پورا کریں۔ اگر یہ وعدے پورے ہو جائیں۔ تو قرضے میں ڈیڑھ لاکھ کی کمی ہو جائے گی۔ اسکے بعد میں دفتر دوم والوں کو لیتا ہوں میں ان نوجوانوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ مجھے ان سے بہت زیادہ اُمید تھی مگر افسوس ہے کہ وہ قربانی میں بہت پیچھے ہیں۔ دور اول کے پہلے سال کے وعدے ایک لاکھ تین ہزار کے تھے۔ اور دفتر دوم کے چھٹے سال ایک لاکھ چھ ہزار کے وعدے تھے۔ دور اول کے ایک لاکھ سات ہزار کے وعدوں میں سے ایک لاکھ دس ہزار کی وصولی تھی یعنی وعدے سے زیادہ رقم وصول ہوئی تھی لیکن دفتر دوم کے نوجوانوں کی ہمتوں پر افسوس ہے

کہ ایک لاکھ چھ ہزار کے وعدوں میں سے صرف
ساٹھ ہزار کی وصولی ہوئی ہے اور سال ختم ہونے کو
ہے۔ وہ وعدوں میں بھی پیچھے رہے اور ادائیگی میں
بھی پیچھے رہے اور یہی حالت پچھلے سال کی تھی
پچھلے سال بھی پچاس ہزار کے قریب وصول ہوا
تھا اور اس سال بھی۔ اگر یہ لوگ بھی اپنے
وعدوں کو پورا کر دیں تو تین لاکھ کی وصولی گزشتہ
سالوں کے وعدوں سے ہو سکتی ہے اور قرضہ
نو لاکھ سے چھ لاکھ پر آ جاتا ہے۔ اگر نئے
نوجوان اپنے فرض کو سمجھیں تو

نئی پود کے وعدے

ساڑھے تین لاکھ سے کم نہیں ہونے چاہئیں اور
اگر ان کے وعدے اس حد تک پہنچ جائیں
تو امید ہے کہ دور اول کے ختم ہونے پر ہم اس
بوجھ کو بوڑھوں کے کندھوں سے اتار کر نئی
پود کی قربانی سے جاری رکھ سکیں گے۔ آخر
پانچ سال کے بعد دور اول ختم ہو جائے گا اور
اگر وہ ختم نہ بھی ہو اور پرانے لوگ بھی چندے
دیتے رہیں تو بھی یہ نوجوانوں کے لئے کوئی عزت
کی بات نہیں بلکہ یہ

ذلت کی بات

ہوگی کہ وہ اپنا فرض پوری طرح ادا نہیں کر سکے
یہ تو ایسا ہے کہ نوجوان گھر بیٹھا کھاتے اور
اور بوڑھا کمائے۔ نوجوان خود تو اس بوجھ کو
نہ اٹھائیں بلکہ اسی نوے سالہ بوڑھوں سے
کہیں کہ وہ اس بوجھ کو اٹھائیں۔ انہیں چاہیئے
کہ وہ نہ صرف اپنے وعدوں کو بڑھائیں
بلکہ اپنے وعدوں کو اس پیمانہ پر لے جائیں
کہ وقت آنے پر تبلیغ کا سارا بوجھ ان کے
چندوں سے پورا ہو سکے۔ دور اول تین
لاکھ اسی ہزار تک پہنچا ہے اور میں سمجھتا
ہوں کہ اگر وہ اسے پانچ لاکھ تک پہنچا دیں
تو پھر تیسرے دور والوں سے امید کی جا سکتی
ہے کہ وہ اسے آٹھ لاکھ تک پہنچا دیں گے
اور اس سے آگے دور والے اسے دس
بارہ لاکھ تک پہنچا دیں گے۔ اگر ایسا ہو جائے
تو پھر یہ بات یقینی ہے کہ ہم

بیرونی ممالک میں تبلیغ کا جال

پھیلا دیں گے اور اس کے ذریعہ اسلام کا
قلعہ ہر ملک میں قائم کر دیں گے اس کے لئے
ارادہ کی ضرورت ہے نیت کی ضرورت ہے
اس کے لئے ضرورت ہے ایسے ماؤں کی جو
اپنی اولاد سے کہیں کہ وہ اس میں بڑھ چڑھ کر
حصہ لیں۔ اس کے لئے ضرورت ہے ایسی ماؤں
کی جو اپنی اولاد سے کہیں کہ وہ اس جہاد سے پیچھے
نہ رہے۔ اس لئے ضرورت ہے ایسی بیویوں
کی جو اپنے خاوندوں سے کہیں کہ اس جہاد
میں ان کی گردنیں کسی سے نیچی نہ ہوں۔ اس لئے

ضرورت ہے ایسے نوجوانوں کے حوصلہ کی
جو یہ نہیں کہ سمجھ لیں کہ انہوں نے اپنے زمانہ کے بوجھ کو
دوسروں پر کیوں ڈالیں۔ اگر قوم کے افراد
ایسی ہمت اور امنگ پیدا ہو جائے تو ان کے
سامنے کوئی چیز روک نہیں ہو سکتی۔ روپیہ سے
ہی صرف کام نہیں چلا کرتا جانوں سے بھی تو
تم اپنے

دین کی خدمت

کر سکتے ہو۔ ہمارے لئے دو مثالیں موجود
ہیں۔ ایک ہسپانیہ کے ملک کی جو بہت
گراں ہے اور تمام دوسری طاقتوں نے
اس کا محاصرہ اور اقتصادی بائیکاٹ کر رکھا ہے۔
وہاں کا مبلغ خود پیسے کما کر لٹریچر شائع کرتا
ہے۔ اب فرانس میں بھی ہمارے مبلغ نے مزدوری کا
شروع کر دیا ہے اور آہستہ آہستہ وہاں
بھی کام شروع ہو جائیگا۔ اگر کوئی سمجھتا ہے کہ
اس میں روپیہ کی قربانی کی ہمت نہیں تو وہ اپنی
جان پیش کر دے اور خود کمائے اور خدمت
دین کرے اور جس کے پاس روپیہ ہے وہ
روپیہ پیش کر دے جس طرح دو بیل ایک
گاڑی کو چلاتے ہیں اسی طرح یہ دو چیزیں
ایسی ہیں جن سے قومی گاڑی چلتی ہے۔ قرآن کریم
میں صاف آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے
ان کا مال اور ان کی جانیں لے لی ہیں اور اس
کے بدلہ میں ان سے

جنت کا وعدہ

کیا ہے اور یہی چیز تحریک نے پیش کی ہے
ایک طرف وہ نوجوانوں سے کہتی ہے کہ آؤ
اور خدمت دین کے لئے اپنی جانوں کو پیش
کرو اور دوسری طرف کہتی ہے کہ آؤ اور اپنے
مالوں کو پیش کرو۔ یہ وہی چیز ہے جو
قرآن کریم نے بیان فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
مجھ سے تمہاری جانیں اور تمہارے مال
خرید لئے ہیں۔ تحریک جدید اس پیشگوئی
کے ماتحت جنت کو پیش کر کے تم سے مطالبہ
کرتی ہے کہ تم اپنے مال اور اپنی جانیں پیش
کرو کیونکہ قوم کی گاڑی دو ہی بیلوں سے
چلا کرتی ہے اور وہ جان اور مال ہیں۔ کوئی
شخص اگر مال کی قربانی کی توفیق نہیں پاتا تو وہ
اپنی جان پیش کر دیتا ہے۔ خود فاقے کرتا ہے
اور خدمت دین کرتا ہے جس کے پاس مال ہوتا
ہے اور عام حالات میں جانی قربانی کی توفیق
نہیں پاتا وہ اپنا مال پیش کر دیتا ہے اور کہتا
ہے لو یہ روپیہ لو اس سے لٹریچر شائع کرو۔
ریلوں اور ہوائی جہازوں میں جاؤ اور باہر
تبلیغ کرو۔
یہ دونوں مطالبے ہوتے ہیں جو تحریک میں شامل
ہیں۔ اس کے لئے انیس اور بیس سال کی

کی شرط نہیں۔ ۱۹ انیس اور بیس کا سوال تو
افراد کے لئے ہے جنہوں نے مر جانا ہے۔
خدا تعالیٰ کے کام تو قیامت تک چلے جاتے
ہیں میرے لئے انیس اور بیس ہو سکتے ہیں۔ تمہارے لئے
انیس اور بیس ہو سکتے ہیں تحریک جدید کیلئے نہیں تبلیغ کیلئے
سال نہیں ہوتے۔ اگر آخری انسان بھی زندہ
ہے اور وہ
خدا تعالیٰ اور اسلام سے محبت
کرتا ہے تو وہ اسلام کے پھیلانے کی کوشش
کرتا رہے گا اور کرتا چلا جائے گا۔

امۃ الرشید مرحومہ

(از مرزا عزیز احمد صاحب والد مرزا عطاء اللہ صاحب لاہور)

مرزا محمد شفیع صاحب مرحوم کے دو لڑکے
اور تین لڑکیاں تھیں۔ میری اہلیہ امۃ الرشید مرحومہ
اپنی بہنوں میں منجھلی تھیں وہ نہایت شریف و بلیغ
کم گو، دیندار اور صابرہ واقع ہوئی تھیں۔ میٹرک
تک تعلیم کے علاوہ دینیات کلاس پاس تھیں۔
خدام الاحمدیہ کے مقرر کردہ کتب سلسلہ کے
امتحانات میں ہمیشہ ہی نہایت شوق سے شامل
ہوتی اور اچھے نمبر حاصل کرتی رہیں۔ اپنے
اور بیگانوں سے نہایت خوش اخلاقی سے
پیش آتی تھیں۔ عورتوں کے حلقہ میں بیٹھ کر
ایسے طریق پر تبلیغ کرنے کی خاص مہارت
انہیں حاصل تھی کہ سلسلہ کلام کی طوالت مخاطب
کی طبیعت پر قطعاً گراں نہ گذرتی۔ حالانکہ غیر احمدی
عورتیں عموماً احمدیت کے متعلق باتیں سننے کو
بہت کم گوارا کرتی ہیں۔ اپنی ملنساری کی وجہ سے
میرے غیر احمدی رشتہ داروں میں نہایت
عزت اور پیار کی نگاہ سے دیکھی جاتی
تھیں اور یہی وجہ ہے کہ ان کی وفات پر
تمام خاندان کو شدید رنج پہنچا اور ہر کسی
نے اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کیا۔ نکاح کے
تقریباً چار سال بعد مرحومہ ایک خطرناک بیماری
Spinal T.B میں مبتلا ہو گئیں اور
عرصہ تک اپنے بہنوئی حضرت ڈاکٹر میر
محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم اور دیگر قابل ڈاکٹروں
کے زیر علاج رہیں۔ اگرچہ اس مرض سے
صحت یاب ہونے کی امید بہت کم نظر آتی
تھی لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ
تعالیٰ بنصرہ العزیز کی توجہ اور خاص دعاؤں
کے طفیل اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے
صحت کامل عطا فرمائی اور گذشتہ سال تک
صحت بفضلہ خوب بحال رہی۔ گذشتہ فسادات
کی وجہ سے ۱۹۴۷ء میں ڈلہوزی سے آنے کے
بعد قادیان سے ہجرت کرنی پڑی۔ اگرچہ اس
گڑبڑ میں مال و اسباب کی تباہی اور دیگر
عزیزوں کی قادیان سے ہجرت کا اثر بھی
مرحومہ کی صحت پر پڑا مگر اپنے نوجوان
بھائیوں کی شہادت کا دل پر ناقابل برداشت
صدمہ بیٹھا۔

مرزا محمد شفیع تو قادیان میں ظالم ملٹری
کی گولیوں سے شہید ہو گئے تھے اور مرزا منور احمد
مرحوم وطن سے ہزاروں میل دور امریکہ
میں تبلیغ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔
ان دونوں بھائیوں کی شہادت سے پیشتر
حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کی
وفات کا صدمہ بھی اس خاندان پر گذر چکا تھا۔
ان پے در پے صدمات نے مرحومہ کی
والدہ کو پہلے ہی غم زدہ بنا رکھا تھا میری اہلیہ
کی وفات جو بچہ کی پیدائش کے چار روز بعد
۲۲ نومبر کو سیالکوٹ میں واقع ہوئی ان کے
غم و اندوہ میں اور اضافہ کا موجب ہوئی۔
مرحومہ کی وفات حسرت آیات سے میرا
گھر تو تاریک ہو چکا ہے۔ مرحومہ نے
دو لڑکے چھوڑے ہیں جن میں ایک پانچ سال کا
اور ایک پندرہ یوم کا ہے۔

احباب سے استدعا ہے کہ
مرحومہ کے لئے دعا کرتے ہوئے
ان سب کے بچوں اور ان کی والدہ
صاحبہ کے لئے خاص طور پر دعا کریں
کہ اللہ تعالیٰ سب پسماندگان کو
صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو
جوار رحمت میں بلند مقام عطا کرے
اور ان کے بچوں کو ان کی والدہ مرحومہ
کی خواہش کے مطابق اسلام کا سچا خادم
بنائے۔ آمین۔

جنوبی افریقہ کی وزارت کے اختلافات عام انتخابات کی توقع

کیپ ٹاؤن ۳ دسمبر۔ جنوبی افریقہ میں آج کل گفت وشنید کا سب سے بڑا موضوع یہ ہے۔ کہ ڈاکٹر ملان کو نسلی پالیسی کی وجہ سے جو دشواریاں پیش آئی ہیں۔ ان کا حل صرف یہی ہے۔ کہ ڈاکٹر ملان کو شاید عام انتخابات کا خطرہ مول لینا پڑے گا۔ یہ امکان اس وجہ سے اور بھی زیادہ نمایاں ہو تا جارہا ہے۔ کہ ڈاکٹر ہیونگانے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ اگر مقامی باشندوں کو محض پارلیمنٹری اکثریت کی بنا پر ووٹ دینے سے محروم کیا گیا۔ تو ان کی افریقن پارٹی کی امداد قوم پرست پارٹی کو حاصل نہیں ہو سکے گی۔ اس بات نے ڈاکٹر ملان کی پوزیشن خراب کر دی ہے۔ نیشنلسٹ پارٹی کے پریشان لیڈروں کے سامنے دو ہی راستے باقی رہ گئے ہیں۔ یا تو انہیں دوبارہ اکثریت حاصل کرنے کے لئے لوگوں اور عوام کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور اس طرح سے وہ افریقن پارٹی کی امداد سے آزاد ہو جائیں گے۔ یا ان کو اپنے آپ کو صبر و تحمل کی تعلیم دینی پڑے گی۔ اور مقامی باشندوں کو حق رائے دہندگی سے محروم کرنے کی پالیسی کو کچھ عرصہ کے لئے اٹھا رکھنا ہوگا۔ دوسرا راستہ ملان کے حامی اشخاص کے لئے بہت بڑا دھوکا ہوگا۔ اور قوم پرست پارٹی کی پالیسی کے لئے بھی مضر ثابت ہوگا۔

نیشنلسٹ پارٹی کی تشویشناک حالت کو کیپ ٹاؤن کے افریقن پارٹی کے اخبار "ڈائی برگر" نے بہت ہی اجمال کے ساتھ قلمبند کیا ہے۔ یہ اخبار ڈاکٹر ملان کی حمایت کرتا ہے۔

اخبار مذکور کا خیال ہے۔ کہ قوم پرست پالیسی پر عمل درآمد کرنے کے لئے مجبوراً عام انتخابات بہت جلد کرانے پڑیں گے۔ اخبار نے بتایا ہے۔ اگر ڈاکٹر ملان کی پالیسی سے کوئی اچھا نتیجہ مقصود ہے۔ تو اس پالیسی پر مکمل طور سے عمل کیا جائے۔ اخبار نے یہ سوال کیا ہے۔ اگر اس وقت ڈاکٹر ملان کو جو موجودہ اکثریت حاصل ہے۔ اس کے باعث مقامی باشندوں کو حق رائے دہندگی سے محروم کرنا ناممکن ہے۔ تو پھر ڈاکٹر ملان کا باقی پروگرام کس طرح سے چل سکتا ہے؟

آسٹریا میں سابق نازیوں کی گرفتاری

لندن ۳ دسمبر۔ سابق نازی خفیہ پولیس کے دو نازی سپاہی "ایک مشرقی یورپ کے ملک" کیلئے جاسوسی کرنے میں آسٹریا کے برطانوی علاقے میں گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ یقین کیا جاتا ہے۔ کہ یہ دونوں اشخاص چیکوسلواکیہ کے باشندے ہیں۔ اور آج کل آسٹروی پولیس کی حراست میں ہیں۔ ان پر برطانوی فوجی عدالت میں کھلا مقدمہ چلایا جائیگا۔ (رائٹر)

سیچاؤ کی جنگ کی حالت بہتر ہو گئی۔ مزید کمک روانہ کر دی گئی

نانکنگ ۳ دسمبر۔ چین کے اشتراکیوں نے سیچاؤ پر قبضہ کر لینے کا جو دعویٰ کیا ہے۔ اس کی ابھی تک تصدیق نہیں ہو سکی۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اس جگہ تین ہفتوں سے جو شدید جنگ ہو رہی تھی۔ اس کی حالت اطمینان بخش ہو گئی ہے۔ اور جنگ کی وجہ سے شنگھائی میں جو کشمکش پیدا ہو گئی تھی۔ وہ بھی کم ہو گئی ہے۔ قوم پرست فوجیں مسلسل جوابی حملے کر رہی ہیں۔ اور تازہ دم فوجیں وہاں روانہ کر دی گئی ہیں۔ یقین کیا جاتا ہے کہ ان فوجوں نے نانکنگ کے لئے جو خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ اس کو دور کر دیا ہے۔

کہا جاتا ہے۔ کہ ایک لاکھ سے زائد اشتراکی پینگپو کے علاقہ سے واپس ہٹ رہے ہیں۔ یہ مقام نانکنگ سے ایک سو ساٹھ میل شمال مغرب کی طرف واقعہ ہے۔ پینگپو کے شہر کو حملہ آور اشتراکیوں نے گھیر رکھا تھا۔ لیکن اب یہ محاصرہ ختم ہو گیا ہے۔

اس وقت تمام حالات کا بالکل صحیح اندازہ لگانا مشکل ہے۔ لیکن بہت ہی خوش امید پیشگوئیاں موجودہ واقعات کے پیش نظر غلط ثابت ہو رہی ہیں۔ اشتراکیوں نے ایک ماہ ہوا یہ اعلان کیا تھا۔ کہ وہ قوم پرستوں کے علاقہ پر بہت جلد قبضہ کر لیں گے۔

اگرچہ قوم پرست فوجیں کئی ایک اہم مقامات پر سے واپس لوٹ رہی ہیں۔ لیکن تمام باتوں سے یہ اندازہ لگایا جاتا ہے۔ کہ وہ ایک زبردست حملے اور جوابی حملے کی اسکیم کے ماتحت مجتمع ہو رہی ہیں۔ اس اسکیم کا اثر ابھی سے نظر آنا شروع ہو گیا ہے۔ شمال میں اشتراکیوں کی پیشقدمی کو روک دیا گیا ہے۔ اب وہ آگے بڑھنے سے بزدست رک گئی ہیں۔ (رائٹر)

تبدیلی نام

جملہ احباب کی خدمت میں اعلان کیا جاتا ہے کہ خاکسار نے اپنا نام تبدیل کر لیا ہے۔ آئندہ مجھے اس نام سے پکارا جاوے۔ خاکسار
محمد رمضان (سابقہ پٹھانان) ولد نواب الدین قوم ڈوگر سکنہ خانپور کاٹھہ ضلع شیخوپورہ حال متعلم جے۔ وی کلاس داخلہ ۹۳
گورنمنٹ نارمل سکول گکھڑ۔ ضلع گوجرانوالہ

اعلان نکاح

مورخہ ۲۲/۱۱/۴۸ بعد نماز جمعہ میرے لڑکے عزیزم مرزا مشتاق احمد صاحب ناصر واقف زندگی کے نکاح کا اعلان بعوض مبلغ دو ہزار روپیہ حق مہر سیدہ امۃ الہادی بیگم صاحبہ بنت صاحبزادہ محمد طیب صاحب احمدی امیر جماعت احمدیہ سرحد کے ساتھ خود صاحبزادہ صاحب موصوف نے بمقام پونچھ فرمایا۔ احباب جماعت سے اور حضور ایدہ اللہ و حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے بابرکت فرمائے آمین

اجلاس جناب شیخ عبداللطیف صاحب افسر مال بہادر ضلع گجرات

بہ اختیارات سپیشل کلکٹر بہادر گجرات

امام الدین ولد لبا پسران الہیا قوم گوجر سکنہ بیگا۔ تحصیل گجرات

بنام

دولت سنگھ۔ جیت سنگھ و دولا سنگھ پسران دیال سنگھ قوم بھاٹیہ سکنہ ٹھٹھہ پور تحصیل گجرات

واگذاری اراضی مربعہ نمبر ۳ کنال ۱۲ مرلہ رقبہ بیگا تحصیل گجرات

مقدمہ مندرجہ بالا میں فریق ثانی چونکہ سکونت ترک کر کے مشرقی پنجاب میں چلا گیا ہے اس لئے بذریعہ اشتہار اخبار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے۔ یا اگر انہیں کوئی عذر ہو تو مورخہ ۵/۱۲/۴۸ کو حسب ضابطہ حاضر ہو کر پیش کریں۔ بصورت عدم حاضری کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جاوے گی

۲۲/۱۱/۴۸

مہر عدالت — دستخط حاکم

باجلاس جناب شیخ عبداللطیف صاحب افسر مال بہادر بہ اختیارات کلکٹر ضلع گجرات

داؤد ولد داؤد قوم گوجر سکنہ جبینڈر خورد تحصیل گجرات

بنام

گیان چند ولد نند قوم کھتری سکنہ حاجی والہ حال مشرقی پنجاب

فک الرہن ۸ کنال اراضی واقعہ جبینڈر تحصیل گجرات

مقدمہ مندرجہ بالا میں فریق ثانی چونکہ مشرقی پنجاب میں چلا گیا ہوا ہے۔ اس لئے بذریعہ اشتہار اخبار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ اگر اسے واگذاری اراضی مرہونہ میں کوئی عذر ہو تو مورخہ ۱۵/۱۲/۴۸ کو اصالتاً۔ وکالتاً یا بذریعہ مختار مجاز حاضر عدالت ہذا کو پیش کرے۔ بصورت عدم حاضری کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جاوے گی

۲۳/۱۱/۴۸

مہر عدالت — دستخط حاکم

مُلّا صاحب شور بازار مغربی پنجاب سے ہیں۔

لاہور ۴ دسمبر۔ ایک سرکاری اطلاع کے مطابق افغانستان کے مذہبی راہنما جو مُلّا صاحب شور بازار افغانستان کے نام سے مشہور ہیں۔ اسی مہینے پاکستان آرہے ہیں۔ آپ ۵ دسمبر کو پشاور پہنچ رہے ہیں۔ ۱۰ دسمبر تک وہاں قیام کرنے کے بعد آپ بذریعہ ریل راولپنڈی روانہ ہونگے۔ وہاں ایک دن ٹھہر کر ۱۱ دسمبر کی شام کو آپ لاہور پہنچیں گے۔

دو دن تک لاہور میں قیام فرمانے کے بعد آپ ۱۳ دسمبر کی شام کو پاکستان کے صدر مقام کو روانہ ہو جائیں۔ کراچی میں آپ حکومت پاکستان کے مہمان ہوں گے۔

مفید کتب کا اُردو میں ترجمہ کیا جائیگا

لاہور ۴ دسمبر۔ مغربی پنجاب میں کتابوں کی جو ایڈوائزری کمیٹی قائم ہے۔ اس نے ایسی تمام کتابوں کی ایک فہرست تیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جن کا ترجمہ اُردو ادب میں مفید اور سُود مند ثابت ہوگا۔

جو اصحاب تعلیمی ترقی میں دلچسپی لیتے ہیں۔ وہ اچھی کتابوں کی تجویز کر کے بورڈ کی امداد کریں یہ تجاویز جنوری ۱۹۴۹ء کے پہلے ہفتہ تک بورڈ کے دفتر میں پہنچ جانی چاہئیں۔

سیکرٹری صاحب تمام تجویزوں کی روشنی میں ایک جامع فہرست تیار کریں گے۔ اور سپیشل کمیٹی کے روبرو آخری انتخاب کیلئے پیش کریں گے۔

راشننگ کے دفاتر میں تخفیف

لاہور ۴ دسمبر۔ سرکاری نظم و نسق کے اخراجات کم کرنے کی غرض سے حکومت مغربی پنجاب نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ لاہور کے سوا راشن کے تمام شہروں میں راشننگ کنٹرولر اور ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر کے عہدے ملا دئے جائیں محکمہ خوراک کے دفتر اور بیرونی عملہ میں اسی نسبت سے کمی کر دی جائیگی۔ نیز یہ بھی فیصلہ کیا گیا ہے کہ محکمہ سول سپلائز کے ۲۰۰ سے زیادہ ملازموں کی تخفیف کیجائے۔ اور اضلاع میں سول سپلائی کے کام کیلئے بہت مختصر سا سٹاف رکھا جائے۔ اس سٹاف کو خوراک کے اداروں میں شامل کر دیا جائیگا۔ اور ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر اضلاع میں اپنے کام کے علاوہ سول سپلائی کے کام کی بھی نگرانی کریں گے۔ (ا)

پاکستان دستوریہ کا صدر

لاہور ۴ دسمبر۔ کراچی سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ پاکستان دستور ساز اسمبلی کے صدر کی نامزدگی کے سلسلے میں اسمبلی کی سیکرٹریٹ میں تا حال کسی کا نام موصول نہیں ہوا صدارتی نام کی نامزدگی کے لئے آخری تاریخ ۱۳ دسمبر مقرر ہے (نامہ نگار خصوصی)

کشمیر میں ہندوستانی پیشقدمی کے باعث پاکستانی دفاع کو خطرہ

کشمیری کسانوں کی زبوں حالی پر لندن ٹائمز کا تبصرہ

لندن ۴ دسمبر آج لندن کے اخبار "ٹائمز" نے دو کالموں میں کشمیر کے ہزاروں کسانوں کی زبوں حالی کا تذکرہ کیا ہے۔ اخبار نے انتباہ کیا ہے کہ ہندوستانی پیشقدمی کے باعث پاکستان کے دفاع کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے ہندوستان نے چند ایک بہت اہم مقامات پر قبضہ کر لیا ہے۔ جن سے پاکستان کے دفاع کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔

اخبار مذکور کے نامہ نگار مقیم راولپنڈی نے اس بات پر زور دیا ہے کہ اس بات کی ضرورت ہے کہ اقوام متحدہ جنگ کو بند کرانے کے لئے بلا تاخیر مؤثر قدم اٹھائے۔ لیکن نامہ نگار نے مزید بتلایا "بغیر کسی فیصلہ کن پالیسی کے پاکستان کے لئے جنگ بند کر دینے کے احکامات قابل قبول نہ ہونگے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندوستان کا ہاتھ ان علاقوں میں مضبوط ہو جائیگا کہ جہاں کے لوگ پاکستان کے حق میں ہیں۔

امید کی جاتی ہے کہ اقوام متحدہ کا کمیشن غور و فکر کریگا۔ اور تقسیم کے علاوہ کوئی اور حل تلاش کرے گا۔ تقسیم کا مسئلہ دونوں مستعمرات کی حکومتوں کے لئے سرکاری طور پر ابھی تک قابل قبول نہیں ہے"

جھگڑے کا تذکرہ کرتے ہوئے نامہ نگار نے بیان کیا ہے کہ اس جھگڑے کی وجہ سے لاکھوں کشمیری باشندوں کو صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے میدان جنگ کی دونو جانب دورہ کرنے کے بعد معلوم کیا گیا ہے کہ کشمیر کے معصوم باشندے بہت ہی زیادہ زبوں حال ہیں۔ جھگڑے سے قبل کشمیر ایک سرسبز و شاداب خطہ ارض تھا۔

کشمیر میں سیر و تفریح کی غرض سے آنے والے لوگوں کے باعث کشمیر کی تجارت میں اضافہ ہوتا تھا اور اس سے ہزاروں کشمیری فائدہ حاصل کرتے تھے۔ یہ تجارت آجکل بالکل بند ہے۔ سینکڑوں ہاؤس بوٹ خالی پڑے ہیں۔ اور لوگ ہندوستانیوں کی بھیجی ہوئی اشیاء پر گذر اوقات کرتے ہیں۔ یہ سامان ہندوستان سے بذریعہ ہوائی جہاز آتا ہے۔ اور اس کی قیمت بہت زیادہ ہوتی ہے۔۔۔"

پونچھ، مظفر آباد اور باغ کے مغربی اضلاع کے لاکھوں مسلمان کسان جنگ کے باعث بے خانماں ہو گئے ہیں۔ یہ لوگ سردی کی شدت اور موسم کی خرابی کے باوجود پہاڑوں کے دشوار گذار راستوں سے پاکستان میں پناہ لینے کے لئے مسلسل جا رہے ہیں۔

نامہ نگار حال ہی میں آزاد کشمیر کے علاقے کا دورہ کر کے واپس آیا ہے وہاں اُس نے ایسی چیزیں دیکھیں جو نہایت ہی خوفناک ہیں۔ نامہ نگار نے وہاں پونچھ کے بہادر اور جانباز سپاہیوں سے ملاقات کی لیکن ان بہادروں کے پاس کافی اسلحہ موجود نہیں ہے۔ نامہ نگار نے ان کے لیڈر "جنرل طارق" سے بھی ملاقات کی۔

"اس بات میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ وہ جوانمرد قومی جذبے سے سرشار ہیں۔ کئی صدیوں سے وہ ڈوگرہ راج کی بدولت پامال ہوتے رہے ہیں۔ وہ ڈوگروں سے اس قدر نفرت کرتے ہیں کہ ان کے خلاف کارروائی کرنے میں اس قدر مشکلات برداشت کر رہے ہیں جن کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہے۔ ڈوگرہ راج سے نجات حاصل کرنے کے لئے وہ اپنے ہم مذہب مسلمان پاکستانیوں سے امداد کے طلبگار ہیں (اسٹار)

ہندوستان میں کھانڈ کی قیمت کم کر دی گئی

نئی دہلی ۴ دسمبر۔ یو۔پی اور بہار میں سب سے زیادہ کھانڈ بنائی جاتی ہے حکومت ہند نے ان صوبوں کی سفارشات کو منظور کر لیا ہے ان صوبوں کی حکومتوں نے سفارش کی تھی کہ کھانڈ کی قیمت کم کر دی جائے اور فیکٹری سے باہر اس کی قیمت ۲۸ روپے ۸ آنے سے زیادہ نہ ہو اس قیمت کے لحاظ سے پرچون میں کھانڈ کی قیمت ۱۲ آنے اور ۱۳ آنے کے درمیان ہوگی۔

اس فیصلے کا اعلان کرتے ہوئے پریس کمیونک میں کہا گیا ہے "حکومت اس بات کا اعادہ کرنا چاہتی ہے کہ وہ کھانڈ پر اس وقت تک کنٹرول قیمت مقرر کرنا نہیں چاہتی۔ جب تک کہ حالات مجبور نہ کر دیں حکومت اس نرخ کو مناسب خیال کرتی ہے۔ فیکٹریوں کو اپنی پیداوار کو منڈیوں میں روانہ کرنے کی کھلی اجازت ہے۔ یہ قدم اسلئے اٹھایا گیا ہے کہ عام ملک میں نرخ مناسب اور یکساں ہوں۔"

مزید بتایا گیا ہے کہ کھانڈ کی قیمت ۲۰ روپے ۴ ا سے ۳۵ روپے ۷ فی من تک بڑھ گئی تھی۔ یہ قیمت بہت ہی زیادہ تھی۔ (اسٹار)

مجاہدین کیلئے چندہ فراہم کرنے کی مہم

لاہور ۴ دسمبر کل ریلوے روڈ پر پاکستانی نوجوانوں کے ایک غیر معمولی اجلاس میں باتفاق رائے یہ پاس ہوا کہ آزاد کشمیر کے مجاہدین کیلئے چندہ جمع کرنے کے لئے ایک ڈرامیٹک کلب کا قیام عمل میں لایا جائے۔ جو شہر بہ شہر ڈرامے کر کے مجاہدین کے لئے چندہ اور تحفے وغیرہ فراہم کرے اس کلب کا ایک وفد حکیم ولی محمد کی قیادت میں ڈپٹی کمشنر لاہور سے ملکر تفصیلی پروگرام طے کریگا (نامہ نگار)

موسیٰ خاں خلیجی توفی کا بیان

لاہور ۴ دسمبر۔ محاذ جنگ سے واپسی پر سردار موسیٰ خاں خلیجی توفی نے اپنے ایک اخباری بیان میں مسلم کانفرنس جموں و کشمیر کی لاہور برانچ کی خدمات اور مہاجرین کی اعانت کی سرگرمیوں کو بہت زیادہ سراہا ہے۔ آپ نے کہا میں اکہزار مجاہدین کو محاذ پر لے جا چکا ہوں۔ اور مفتی ضیاء الدین جس جذبے سے مجاہدین کشمیر کی اعانت کر رہے ہیں۔ وہ لائق صد تحسین ہے۔ آپ نے انجمن کی بہتر کارکردگی پر بھی اظہار اطمینان و خوشنودی کرتے ہوئے حکومت پاکستان سے اعانت کی اپیل کی۔

ملایا میں کمیونسٹوں کی بغاوت دبا دی گئی

سنگاپور ۴ دسمبر۔ ملایا کا طوفان واضح طور پر گھٹ گیا ہے۔ اور اس بات میں پورا اعتماد دیا جاتا ہے کہ بغاوت کو آخری طور پر دبا دیا جائے گا۔ اور امن قائم ہو جائیگا۔ پولیس اور فوجی سرگرمیوں کی وجہ سے کمیونسٹ گروہوں کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ پہلے ان کی تعداد ۲۰۰ کے قریب تھی۔ اب یہ بہت چھوٹے چھوٹے گروہوں میں منقسم ہو گئے ہیں۔ جو کوئی بڑا نقصان نہیں پہنچا سکتے باغات کے محافظ اب نہ صرف اپنی حفاظت خود کرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔ بلکہ کبھی کبھی وہ جارحانہ پیش قدمی بھی کر لیتے ہیں۔

مجروحین اور مقتولین کی سرکاری فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ ۳۲۲ ڈاکو مارے گئے ۵۱ مجروح ہوئے اور ۲۴۳ کو گرفتار کر لیا گیا۔ اور ایک ہزار مشکوک افراد کو نومبر کے اختتام تک حراست میں رکھا گیا لیکن ڈاکوؤں نے بھی ۲۸۳ شہریوں اور پولیس کے ۱۲۴ آدمیوں کو ہلاک کر دیا۔ اور ۳۱۵ اشخاص مجروح ہوئے اسوقت ملایا بھر میں فوج کی ایک ڈویژن اور ۲۳ ہزار خصوصی مسلح کانسٹیبل ہیں۔ ان کی مدد سے حکومت کا اقتدار پورے طور پر قائم ہو گیا ہے دہشت پسندوں کو منتشر کرنے کے علاوہ بہت سے نیم مستقل قسم کے بڑے بڑے کیمپوں کو بھی تباہ کر دیا گیا۔ اور سپلائی کی قلت کے سبب باغیوں کی ہمت اور بھی پست ہو گئی ہے۔ چونکہ چینی باشندے باغیوں کو اخلاقی اور مادی مدد